اور اس کا اطلاق ابتداء سے ہی ہوگا۔ جن احادیث میں تین دن سے پہلے عیادت کے لیے نہ جانے کا ذکر ہے وہ حدیث سنداً صحیح نہیں۔

☆ صبح یا شام کے وقت عیادت کے لئے جانا زیادہ بہتر ہے کیونکہ احادیث میں ہے کہ صبح بیمار پرسی کرنے والے کے لئے شام تک اور شام کے وقت بیمار پرسی کرنے والے کے لئے صبح تک ستر ہزار فرشتے دعا کرتے رہتے ہیں۔

☆ بعض علماء کا قول ہے کہ رمضان میں بیمار پرسی کے لئے جانے والے کے لئے بہتر ہے کہ وہ مغرب کے بعد جائے' کیونکہ دن کے وقت مریض کو کھاتے پیتے دیکھ کر اس پر روزہ برداشت کرنا دشوار ہونے کا بھی اندیشہ ہوسکتا ہے۔

☆ اہل بدعت اور سر عام فسق و فجور کا ارتکاب کرنے والا اس بات کا مستحق نہیں کہ اس کی بیمار پرسی کی جائے۔ تاکہ ترک عیادت اس کے لئے زجر و توبیخ کا ذریعہ بنے۔

☆ بیماری پرسی کرنے والے کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ مریض کے لئے شفا اور مغفرت کی دعا کریں اس موقع پر پڑھی جانے والی مشہور دعا **" لا باس طهور ان شاء الله "** ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی ماثور دعائیں ہیں' ان کا پڑھ کر مریض پر دم کرنا مندوب ہے۔

☆ بیمار پرسی کرنے والا اس بات کا خیال رکھے کہ مریض سے زیادہ پوچھ گچھ نہ کرے اور نہ اس کے پاس زیادہ دیر باتیں کرتا رہے' تاکہ اس کو کسی قسم کی الجھن اور تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

(6) واذا مات فاتبعه : "جب وہ فوت ہوجائے تو اس کے جنازے میں شریک ہو جاؤ"

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے یعنی مسلمانوں پر اجتماعی طور پر فرض ہے' چاہے میت صاحب حیثیت ہو یا کوئی اور' ہر جنازہ میں شرکت کرنے کی کوشش کرنی چاہیے' صرف اپنے تعلقات والوں یا کچھ حیثیت والوں کے جنازے میں شریک ہونا اور باقیوں میں سستی کرنا انتہائی مذموم طریقہ ہے' کیونکہ یہ مسلمان کا حق ہے۔ اس میں اپنے بیگانے' واقف ناواقف' امیر غریب' چھوٹے بڑے سب برابر شریک ہیں۔

☆☆☆

درس فقہ

زیورات پر زکوۃ کا حکم

ثناء اللہ عبدالرحیم

اسلام ایک مکمل دین اور مستقل ضابطہ حیات ہے۔ اسلام نے زندگی کے ہر شعبے میں انسانی معاشرے کو آسودہ بنانے کے جو اصول بتائے ہیں، دیگر مذاہب عالم اس کی نظیر لانے سے قاصر ہیں۔ انسان کی معاشی بدحالی کو ختم کرنے کے لئے امداد باہمی کا ایک مکمل نظام قائم کیا اور اس کو ایک رکن کی حیثیت دی گئی ہے، اس کا نام زکوۃ ہے۔

زکاۃ وخیرات کے بارے میں اسلام نے اتنی ترغیب دی ہے کہ اگر سب مسلمان اس پر عمل پیرا ہوں تو دنیا سے بھوک اور افلاس مٹ جائے۔ زکاۃ ان اموال میں مقرر کیا گیا ہے جو کسی نہ کسی شکل میں سال بھر آدمی کے پاس رہ جائیں مثلاً نقدی، سونا، چاندی، سامان تجارت اور وہ پھل وغلہ جات جو سال بھر رہ سکیں۔ چونکہ زیورات بھی ایک قسم کی نقدی ہے، لیکن اس کا الگ نصاب نہیں، اس لئے فقہائے دین نے اختلاف کیا ہے کہ زیورات پر بھی زکاۃ ہے یا نہیں؟ اگر زکاۃ ہے تو اس کا نصاب کیا ہے؟ معلوم ہونا چاہیے کہ اصل زیورات کی دو قسمیں ہیں۔

(1) جو سونے چاندی سے بنائے گئے ہوں

(2) جو سونے چاندی کے علاوہ دوسری اشیاء مثلاً یاقوت، موتی ودیگر جواہرات سے بنائے گئے ہوں۔

جمہور علماء کے نزدیک ایسے زیورات جو سونا چاندی کے علاوہ دوسرے جواہرات سے بنائے گئے ہوں ان پر کوئی زکاۃ نہیں، خواہ کتنی ہی قیمتی کیوں نہ ہوں۔ صرف ایک گروپ (ھادویہ) کے نزدیک ان میں بھی زکاۃ واجب ہے۔ (نیل الاوطار، فقہ السنۃ)

ھادویہ یہ آیت بطور دلیل پیش کرتے ہیں ﴿ **خذ من اموالھم صدقة تطھرھم و تزکیھم بھا** ﴾ چونکہ زیورات بھی ایک قسم کا مال ہے لہٰذا اس مطلق حکم میں زیورات بھی شامل ہیں۔

لیکن جمہور کہتے ہیں کہ قرآن مجید نے اس کو مباحات کے ضمن میں لایا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"**وتستخرجوا منه حلية تلبسونها**" النحل نمبر ۱۴۔ "تم سمندر سے زیورات نکالتے ہو، جن کو تم پہنتے ہو۔" اب زیورات کتنی ہی قیمتی کیوں نہ ہوں، جب جواہرات سے ہوں تو اس میں زکاۃ نہیں۔

ہاں جو شخص ان جواہرات کی تجارت کرتا ہو اور وہ قیمت کے لحاظ سے نصاب کو پہنچ جائے تو اس پر زکاۃ عام عروض التجارۃ کی طرح واجب ہوگا۔

وہ زیورات جو سونے یا چاندی سے بنائے گئے ہیں، انکی بھی دو صورتیں ہیں۔

(الف) حرام (ب) مباح (یعنی حلال)

(ا) مرد کے لئے سونے کا زیور پہننا شریعت نے حرام قرار دیا ہے اس پر بالاتفاق زکاۃ ہے۔

(ب) مباح کی بھی دو صورتیں ہیں،

ا۔ مجبوراً پہنے ۲۔ زینت کے لئے پہنے

ا۔ مجبوری کی حالت اسطرح ہے کہ کسی کا دانت وغیرہ ٹوٹ جائے تو شریعت نے اس کو اجازت دی ہے کہ سونے کا دانت لگوائے۔ عن عبدالرحمن بن طرفة ان جده عرفة بن سعد قطع انفه يوم الكلاب فاتخذ انفا من ورق فانتن عليه فامره النبى ﷺ فاتخذ انفا من ذهب " "حضرت عبدالرحمٰن بن طرفہ سے مروی ہے کہ اس کے دادا عرفہ بن سعد کی ناک یوم الکلاب کو کٹ گئی تو انہوں نے چاندی کی ناک پہن لی، اس سے بدبو آنے لگی تو انہوں نے نبی ﷺ کے حکم سے سونے کی ناک لگوالی" (ابوداؤد مع عون المعبود ۲/۴) معلوم ہوا کہ ایسی حالت میں آدمی سونا استعمال کرسکتا ہے اور اس پر زکاۃ نہیں۔ اگر زکاۃ واجب ہوتا تو نبی ﷺ اسکو حکم دیتے "تاخير البيان عن وقت الحاجة لا يجوز" یعنی ضرورت کے وقت حکم کو بیان نہ کرنا جائز نہیں۔

(۲) مباح زیورات کی دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی مرد چاندی کی انگوٹھی پہن لے، یا عورت بطور زینت سونے چاندی کے زیورات استعمال کرے۔ تو کیا اس پر زکاۃ ہے؟ اس مسئلے پر علماء کے نمایاں چار اقوال ہیں۔

پہلا قول

مباح کی اس صورت میں جب زیورات کو الگ الگ (یعنی سونا، الگ، چاندی الگ) کر کے اگر نصاب کو پہنچ جائے تو اس پر زکاۃ ہوگی۔ یہی حضرت عمر، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عمرو، عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور سعید بن المسیب، سعید بن جبیر، عطاء، محمد بن سرین، جابر بن زید، عمر بن عبدالعزیز، ابراہیم النخعی، امام ابوحنیفہ واصحابہ، عبداللہ بن المبارک، امام ابن المنذر اور امام اوزاعی وغیرہم کا مسلک ہے۔

نیز امام احمد کی شاذ روایت اور امام شافعی کا غیر مشہور اور مختار یہ قول بھی یہی ہے۔

(المغنی ۹/۳۔۱۱ المحلی ۷۶/۶ مرعات ۸۱/۳)

دلائل

۱۔ قولہ تعالیٰ ﴿ **والذین یکنزون الذهب والفضة ولا ینفقونها فی سبیل الله فبشرهم بعذاب الیم ۝ یوم یحمی علیها فی نار جهنم فتکوی بها جباههم و جنوبهم و ظهورهم** ﴾ (التوبۃ ۳۴۔۳۵) ''جولوگ سونے چاندی کو ذخیرہ کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو عذاب الیم کی خوشخبری دیجئے۔اس دن یہ خزانہ گرم کر کے ان کی پیشانیوں' پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغ لگایا جائے گا''۔

معلوم ہوا کہ سونے چاندی کی ذخیرہ اندوزی کرنے اور اسکی زکاۃ نہ دینے والوں کو عذاب دیا جائے گا اور عذاب ترک واجب پر ہوتا ہے لیکن اس پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ آیت مذکورہ میں اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنیوالوں کو وعید سنائی گئی ہے تو خرچ نقدی سے ہوتا ہے نہ کہ زینت سے اور زیورات تو زینت ہیں۔(فقہ الزکاۃ ۳۹۹/۱)

اس کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ انفاق فی سبیل اللہ صرف نقدی سے ہونا ضروری نہیں۔کیونکہ قرآن مجید میں لفظ انفاق کا اطلاق عام ہوا ہے' کسی چیز کے ساتھ مقید نہیں ہوا۔جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ﴿ **ومما رزقنٰهم ینفقون** ۝ ﴾ ''اور متقی ہمارے دئے ہوئے رزق میں سے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں'' (بقرۃ نمبر 3) اور زیورات سے صدقہ لینا ثابت ہے ''**یا معشر النساء تصدقن ولو من حلیکن**'' اے عورتو تم صدقہ کیا کرو اگر چہ تمھارے زیورات سے کیوں نہ ہو'' (ترمذی مع التحفۃ ۱۱/۲)

اور محدثین نے ''کنز'' کا اطلاق زیورات مستعملہ پر بھی کیا ہے۔امام ابوداؤد نے باب باندھا ہے ''باب الکنز ماهو و زکاة الحلی'' یعنی کنز کیا چیز ہے۔اور زیورات کی زکاۃ۔اس باب کے تحت حدیث عمرو بن شعیب لایا ہے۔ اتت امرأ ة من اهل الیمن الی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ومعها ابنة لها وفی ید ابنتها مسکتان غلیظتان من ذهب فقال لها '' **اتعطین زکاة هذا؟**'' قالت: لا 'قال '' **ایسرک ان یسورک الله سوارین من نار** ''؟

ترجمہ: ایک یمنی عورت نبی ﷺ کے پاس آئی اس کے ساتھ اس کی بیٹی تھی، جس کے ہاتھوں میں سونے کے دو موٹے کنگن تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا ''کیا تم اسکی زکاۃ دیتی ہو'' اس نے کہا ''نہیں'' آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تجھے پسند ہے کہ اللہ تجھے اس کے بدلے آگ کے کنگن پہنائے؟''

(ابوداؤد مع عون المعبود 4/2' الترمذی 12/2' السنن الکبریٰ للبیہقی 140/4 المستدرک للحاکم 390/1)

لیکن عدم وجوب کے قائلین اس حدیث پر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں۔ امام ترمذی نے کہا اس عنوان پر نبی ﷺ سے کوئی حدیث ثابت نہیں' اس حدیث میں ابن لھیعۃ اور مثنی بن الصباح دو ضعیف راوی ہیں۔ امام نسائی نے اس حدیث کو مرسل کہا۔ امام منذری نے اس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا۔ (نصب الرایۃ 370/2) تلخیص الحبیر 20/6 تحفۃ الاحوذی 12/2)

لیکن اکثر محدثین کے نزدیک یہ حدیث مختلف اسانید سے آنے کی وجہ سے صحیح ہے۔ اور جن علماء نے اس پر تنقید کی ہے' اس کا یہ جواب دیتے ہیں:

امام ترمذی کا ضعیف کہنا ابن لھیعۃ اور مثنی بن الصباح کی روایت پر ہے جب کہ دوسری سند سے خالد بن الحارث کی سند صحیح ہے۔ جس کی طرف امام ترمذی کی توجہ نہیں ہوئی۔ (تلخیص الحبیر 20/6)

امام ابن القطان نے کہا: اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ امام ابن المنذر نے کہا اس کی سند میں کلام (جرح) کرنے کی گنجائش نہیں کیونکہ امام ابوداؤد نے اس حدیث کو ابو کامل الجحدری حمید بن مسعدۃ سے روایت کی ہے اور یہ دونوں ثقہ ہیں' امام مسلم نے ان کی احادیث کو حجت مانا ہے۔

اسی طرح خالد بن الحارث کی روایت بھی صحیح ہے۔ چونکہ خالد بن الحارث ایک فقیہ امام ہے' جس کی روایت سے امام بخاری نے حجت لی ہے۔ اور امام ابن المدینی اور ابو حاتم نے اس کی توثیق کی ہے۔

(نصب الرایۃ 370/2۔ زکاۃ الحلی علی المذاهب الاربعة للشيخ عطية سالم ص27-30)

3- عن عائشة قالت " دخل علی رسول الله ﷺ فرأى في يدى فتخات من ورق فقال " **ما هذا ياعائشة** " فقلت صنعتهن اتزين لك يا رسول الله ﷺ 'قال " **اتؤدين زكاتهن؟** " قلت لا او ما شاء الله قال " **هو حسبك من النار** "

(ابوداؤد مع العون 4/2' دارقطنی فی السنن 105/1 'مستدرک حاکم 390/1)

یعنی رسول اکرم ﷺ نے حضرت عائشہ کے ہاتھوں میں چاندی کے کنگن دیکھے تو آپ نے پوچھا ''عائشہ کیا تو ان کی زکاۃ دیتی ہو'' کہا نہیں' فرمایا'' پھر آگ کے لئے یہ کافی ہیں''۔

اس حدیث پر یہ اعتراض کیا گیا کہ اس کی سند میں ایوب غافقی ہے اور یہ منکر روایتیں بیان کرتا ہے۔ لیکن اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ روایت منکر نہیں اور ایوب غافقی کی بہت سے علماء نے توثیق کی ہے۔ امام حاکم نے اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد کہا یہ حدیث بخاری مسلم کی شرط پر ہے اور امام ابن حجر نے درایۃ میں ابن دقیق العید کا یہ قول ذکر کیا ہے کہ یہ مسلم کی شرط پر ہے۔ امام ابو داؤد نے اس پر سکوت اختیار کیا ہے۔ (الدرایۃ ص 260 تحفۃ الاحوذی 11/2' مستدرک حاکم 390/1) اور امام منذری نے کہا یہ بخاری و مسلم کا راوی ہے (ترغیب ص 15)

4- عن ام سلمة قالت كنت البس او ضا حا من ذهب فقلت يا رسول الله ﷺ اكنزهو؟ قال **ما بلغ ان تؤدى زكاته فزكى فليس بكنز** ''یعنی حضرت ام سلمہ کہتی ہے میں سونے کے کڑے پہنا کرتی تھی تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آیا یہ کنز ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا'' جو نصاب زکاۃ کو پہنچ جائیں تو زکاۃ دے تو یہ کنز نہیں'' (ابوداؤد مع العون 4/2' بلوغ المرام 358) اس حدیث کو امام حاکم نے صحیح کہا۔ امام ابن حجر نے امام حاکم کا قول نقل کر کے سکوت اختیار کیا ہے (بلوغ المرام 358/1)

لیکن بعض محدثین نے اس پر کلام کیا ہے کہ اس حدیث کے راویوں میں سے ایک عتاب بن بشیر متکلم فیہ ہے امام نسائی کہتے ہیں یہ راوی اتنا قوی الحفظ نہیں۔ لیکن بہت سے لوگوں نے اس کی توثیق کی ہے۔ امام احمد بن حنبل کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ اس کی حدیث قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں امام ابن معین نے ثقہ کہا ہے۔

امام حاکم نے اس کی روایت کو بخاری کی شرط پر قرار دیا ہے (مستدرک حاکم 390/1)

امام دارقطنی اور بیہقی نے بھی صحیح کہا ہے (السنن للدارقطنی 204/1 السنن الکبریٰ 83/4)

امام ابن دقیق العید نے صحیح اور امام ھیثمی نے حسن کہا ہے۔ (نصب الرایہ 372/2' تہذیب التہذیب 95/7' تحفۃ الاحوذی 11/2) مولانا عبید اللہ رحمانی کہتے ہیں یہ سند صحیح ہے اور کسی صورت میں حسن کے درجے سے کم نہیں۔ (مرعات 81/3)

5- عن اسماء بنت يزيد قالت دخلت انا و خالتى على النبى ﷺ وعلينا اساور من ذهب فقال لنا '' **اتعطيان زكاته** '' ؟ فقلنا لا' فقال '' **اما تخا فان ان يسو ركما الله بسوار من نار؟ اديا زكاته** (مسند احمد 452/6)

اسماء بنت یزید کہتی ہے کہ ایک دفعہ میں اور میری خالہ نبی ﷺ کے پاس گئی، ہم نے سونے کے کنگن پہن رکھے تھے۔ آپ ﷺ نے ہم سے پوچھا "کیا تم دونوں اس کی زکاۃ ادا کرتی ہو؟" ہم نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا "کیا تمہیں اس بات کا ڈر نہیں کہ اللہ تمہیں ان کے بدلے آگ کے کنگن پہنائے؟ ان کی زکاۃ ادا کرو"۔

یہ حدیث بھی مجموع طرق سے حسن کے درجہ میں ہے۔

6- عن فاطمة بنت قيس ان النبی ﷺ قال " **فی الحلی زکاة** " حضرت فاطمہ بنت قیس فرماتی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا "زیورات پر زکاۃ ہے"۔ لیکن اس حدیث میں ابوحمزہ المیمون ضعیف ہے۔

7- عن عبدالله بن مسعود قال قلت للنبی ﷺ ان لا مراتی حليا من ذهب عشرين مثقالا قال " **فاد زكاته نصف مثقال** " عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا کہ میری بیوی کے پاس 20 مثقال سونے کے زیورات ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا "پھر تو نصف مثقال زکاۃ ادا کرو" (الدارقطنی 1/204-205) اور اس حدیث کا درجہ بھی حسن سے کم نہیں۔

آثار صحابہ

1- عن عمر رضی الله عنه انه كتب الى ابی موسى الاشعری رضى الله عنه " ان مر من قبلك نساء المسلمين يزكين حليهن " حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری کو خط لکھا اس میں یہ حکم تھا کہ "عورتوں کے زیورات کی زکاۃ لے لیں" (البیہقی 4/139-140)

2- عن عائشه رضى الله تعالىٰ عنها قالت : لا باس بلبس الحلی اذاا عطيت زكاته ' حضرت عائشہ فرماتی ہے کہ زیورات کے پہننے میں کوئی گناہ نہیں اگر اس کی زکاۃ دی جاتی ہو۔ (المحلی 6/75 الاموال 440)

3- عن عبدالله بن مسعود ان امراته سالته عن حلى لها فقال اذا بلغ مائتى درهم ففيه الزكاة قالت اضعها فی بنی اخ لی فی حجری ؟ قال نعم۔

حضرت عبداللہ بن مسعود کی بیوی نے ان سے اپنے زیورات کے متعلق پوچھا تو آپ نے کہا کہ اگر زیورات دو سو درھم ہو تو اس پر زکاۃ ہے" (بیہقی 4/139 المحلی 6/75)

4- عن عبدالله بن عمرو بن العاص رضى الله تعالىٰ عنه انه كا ن يزكى حلى نسائه و بناته -

عبداللہ بن عمرو بن العاص اپنی عورتوں اور بیٹیوں کے زیورات کی زکاۃ نکالا کرتے تھے۔ (نصب الرایۃ 374/2) کتاب الاموال رقم الحدیث 1264)

قیاسی دلیل

زیورات کو باقی سکوں پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔ چونکہ حقیقت میں دونوں نقدی ہیں۔ جب نقدی اشیاء پر بالاتفاق زکاۃ واجب ہے تو وہ علت زیورات میں بھی پائی جاتی ہے۔ لہذا زیورات پر بھی زکاۃ واجب ہے۔

لغوی دلیل

حدیث شریف میں ہے " **فی الرقة ربع العشر وليس فيما دون خمسة اواق صدقة** " صحیح رائے کے مطابق لفظ " رقة " اور لفظ " الاوقية " کا اطلاق بنے ہوئے سونا چاندی اور بغیر بنائے ہوئے سونا چاندی دونوں پر ہوتا ہے۔ پس زیورات بنا ہوا سونا چاندی ہے۔ لہذا اس لفظ عموم سے زیورات پر زکاۃ ثابت ہوتا ہے۔

مشہور عربی دان امام ابوعبید قاسم بن سلام فرماتے ہیں " ولا نعلم هذا الاسم فی الكلام المعقول عند العرب لا يقع الا على الورقة المنقوشة ذات السكة السائرة بين الناس وكذلك الاواقی لیس معناها الاالدراهم 'کل اوقية اربعون درهما "

" ہم نہیں جانتے کہ لفظ " رقة " معقول کلام عرب میں سوائے سکے اور نقش ونگار والے اوراق جو کہ لوگوں میں عام ہیں، پر اطلاق ہوتا ہو۔ اسی طرح اواقی کا معنی صرف دراھم ہے۔ ہر اوقیہ میں 40 درہم ہوتے ہیں (کتاب الاموال ص 444)

پھر اگر لفظ " اوقية " یا " رقة " زیورات کو شامل نہ ہوں تو حدیث رسول ﷺ کے اس عام حکم کا کیا جواب ہوگا۔ " **ما من صاحب كنز وفی رواية ما من صاحب ذهب ولا فضة لا يؤدی زكاته الا اذا كان يوم القيامة صفح له صفائح من نار فيكوی بها جبينه و جنبه** " یعنی صاحب کنز جو زکاۃ ادا نہیں کرتا تو قیامت کے دن اسی مال کو گرم کر کے صاحب مال کو داغا جائے گا اور ایک روایت میں " **صاحب ذهب و فضة** " آیا ہے یعنی سونے اور چاندی والے صاحب نصاب اگر زکاۃ نہ ادا کرے تو اس پر یہی مال جہنم کی آگ پر گرم کر کے اس کے پہلو اور پیشانی پر داغ لگایا جائے گا۔ لفظ ذھب اور فضۃ قطعاً زیورات کو بھی شامل کرتا ہے۔

القول الثانی

عورت کے مباح زیورات میں بالکل زکاۃ نہیں۔ یہ حضرت ابن عمر، جابر، انس، عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور مالکیہ وشافعیہ کا مشہور

مذھب اور امام احمد بن حنبل کا ظاہر مذہب ہے (المجموع 32/6 المغنی 3/9-11 المدونۃ 5/2 الکافی 286/1)

دلائل (ا) عن عافية بن ايوب عن ليث بن سعد عن ابى الزبير عن جابر عن النبى صلى الله عليه وآله وسلم قال **"ليس فى الحلى زكاة"** حضرت جابر رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا زیورات پر زکاۃ نہیں" لیکن اس حدیث کی سند میں بڑا اختلاف ہے اور بعض متکلم فیہ راوی ہیں اسلیئے امام بیہقی نے کہا یہ حدیث باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ اور یہ جابر کا اپنا قول ہے نہ کہ مرفوع حدیث اور عافیہ بن ایوب مجہول راوی ہے اور اسی حدیث کو امام دار قطنی نے حضرت جابر سے موقوف روایت کی ہے۔ جس میں ابوحمزہ صغیف راوی ہے لیکن بعض فقہاء نے عافیہ بن ایوب کی نسبی توثیق کی ہے۔

امام ذھبی نے فرمایا عافیۃ بن ایوب متکلم فیہ راوی ہے اور وہ قابل حجت نہیں۔ امام ابن الجوزی نے فرمایا: قالوا عافية ضعيف ' ماعرفنا احدا طعن فيه علماء نے عافیہ کو ضعیف کہا ہے لیکن ہمیں معلوم نہیں کسی نے خاص طعن کی ہو لیکن درست بات یہ ہے کہ حدیث موقوف ہے۔ ملاحظہ ہو (میزان الاعتدال رقم الترجمہ 4073 نصب الرایۃ 374/2)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ عافیہ کے متعلق چند علماء نے توثیق کی ہے اور چند نے جرح کی ہے اس کی حالت ثقہ کے درجہ کو نہیں پہنچتی نہ یہ کذابین میں شمار ہوگا۔ لیکن اس کی حدیث تمام محدثین کے نزدیک موقوف ہے (تو یہ حدیث حسن موقوف ہوگا)۔

آثار صحابہ

1- عن عائشه رضى الله تعالىٰ عنها انها كانت تلى بنات اختها فى حجرها تلبس الحلى فلا تخرج عن حليهن زكاة " یعنی حضرت عائشہ کے پاس ان کی بھانجیاں رہتی تھیں جو زیورات پہنتی تھیں آپ ان کے زیورات سے زکاۃ نہ دیتی تھیں۔ (موطا 107/2 مع شرح الباجی' بیہقی 138/4) لیکن اسکا یہ جواب دیا گیا ہے کہ حضرت عائشہ سے مرفوع روایت تو اس کے خلاف ہے' جیسا کہ گزر گیا ہے اور بعض ائمہ نے کہا کہ یہ زیورات جو حضرت عائشہ کی بھانجیاں پہنتی تھیں جواہرات سے تھے نہ کہ سونے چاندی سے۔

2- كان ابن عمريحلى بناته و جواريه فلا يخرج منه الزكاة عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بیٹیوں اور لونڈیوں کو زیورات پہناتے تھے' پھر انکی زکاۃ نہیں دیتے تھے۔ لیکن اس کا قائلین زکاۃ یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ بلکہ ابن الجوزی نے موضوع کہا ہے یا ابن عمر نے زکاۃ اس لئے نہیں دیا تھا کہ یہ جواہرات سے بنے ہوئے

تھے۔ پھر ابن عمر اور عائشہ کے آثار مختلف الفاظ سے آئے ہیں۔ بعض روایات میں عائشہ کی بھانجیوں کے ایتام ہونے کی طرف اشارہ ہے اور بعض میں مطلق آیا ہے تو زکاۃ نہ دینے کی علت انکی یتیمی کو قرار دیتے ہیں۔

اور بعض روایات میں حضرت عائشہ کے بھائی محمد بن الصدیق نے حضرت عائشہ کے متعلق بیان کیا ہے " مـا رأيتهـا امرت نسائها ولا بنات اخيها " بعض میں نے عائشہ کو اپنی متعلقہ عورتوں اور بھتیجیوں کو زکاۃ دینے کا حکم دیتے ہوئے نہیں دیکھا"۔ اور بعض روایات میں لفظ (فلا تخرج) وہ زکاۃ ادا نہیں کرتی تھیں۔ محمد بن الصدیق کا نہ دیکھنا زکاۃ نہ دینے کی دلیل نہیں۔ پھر لفظ فلا تخرج "عائشہ زکاۃ نہیں ادا کرتی' کا مطلب وہ ایتام تھیں اور زکاۃ کا حکم ایتام پر لاگو نہیں ہوتا بلکہ سرپرستوں پر ہے۔ پھر جب حضرت عائشہ سے وجوب زکاۃ کے متعلق حدیث روایت ہے تو عدم فعل پر کیا جواب دیا جاتا۔ یا تو حضرت عائشہ کا فتوی حدیث کے مطابق ہوگا یا معارض۔ معارض ہونے کی صورت میں یا تو تاویل کیا جائے گا اور یہ کہا جائے گا عائشہ کا زکاۃ نہ دینا یتیمی کی وجہ سے تھا یا وجوب زکاۃ اس وقت تھا جب زیورات کا استعمال شروع اسلام میں ممنوع تھا، پھر جب اس کی اجازت دی گئی تو زکاۃ کا حکم ساقط ہوگیا۔ لیکن دعوی نسخ پر کوئی دلیل نہیں۔ تو یہ کہنا مناسب ہوگا کہ جب عائشہ کا فعل اپنی مرفوع حدیث سے معارض ہو تو قوی اور مرفوع حدیث پر عمل کیا جائے اور معارض فتوی کو ترک کیا جائے اور دعوائے نسخ یا تاویل کو حضرت عائشہ کے اس فتویٰ سے بھی رد کیا جائے گا عائشہ نے فرمایا" لا بأس بلبس الحلی اذا اديت زكاته " یعنی" زیورات کے استعمال میں کوئی گناہ نہیں اگر اس کی زکاۃ ادا کی جائے"

3- عن انس قال : " ليس فى الحلى زكاة " حضرت انس نے فرمایا" زیورات کی زکاۃ نہیں" لیکن اس کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ حضرت انس سے کئی روایات منقول ہیں ایک مطلق نہ دینے پر ہے اور تلوار میں موجود زیور پر ایک فتوی یہ بھی ہے کہ زیورات پر صرف ایک دفعہ زکاۃ ہے اور یہ کہا جاسکتا ہے کہ لفظ حلی عام ہے اور حلية السيف خاص ہے تو خاص عام پر محمول کیا جائے گا یا " ليس فى الحلى زكاة " سے " حلية السيف " ہی مراد ہے' لیکن حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا صرف ایک دفعہ زکاۃ ہے' تو یہ زکاۃ اموال میں ناممکن ہے۔ (زکاۃ الحلی عطیہ سالم **57-59**)

دلیل قیاس

عدم قائلین زکاۃ نے زیورات کو موتی اور یاقوت و دیگر جواہرات پر قیاس کر کے کہا کہ ان دونوں میں علت قدرے مشترک ہے وہ استعمال ہے۔ جہاں موتی یاقوت و دیگر جواہرات کا استعمال کرتے ہیں اسی طرح زیورات بھی اسی مقصد میں استعمال کرتے ہیں۔ تو جہاں جواہرات پر زکاۃ نہیں' وہاں زیورات پر بھی زکاۃ نہیں ہونی چاہیے۔ لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قیاس